ROHNIGYA'S HUMAN RIGHTS; CRITICAL ANALYSIS IN THE LIGHT OF NATIONAL AND INTERNATIONAL LAWS

برما میں روہنگیا مسلمانوں کے انسانی حقوق: عالمی اور مقامی قوانین کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

Abrarullah, Research Scholar, Islamic Studies, National University of Modern Languages, Islamabad.
Riaz Ahmed Saeed, Lecturer, Islamic Studies, National University of Modern Languages, Islamabad.

ABSTRACT: *Human rights are such an important part of social life that no one (personal or state) can ignore them. Human rights are the rights that a person acquires in a society by virtue of being a human being. Human rights are such an indispensable part of social life; without them human being cannot do good actions. But in some places of contemporary world, people are not providing these fundamental rights. Rohingya Muslims in Burma are one of them. In Burma, due to brutal actions of Burmese military, the social stability has been endangered. The social, political, religious, economic and other fundamental human rights are being violated. For example, State institutions have deprived them from citizenship in amendment of 1982. Moreover, child registration is another major issues, due to which numerous children remain unregistered. Firstly, for marriage, one has to go through various stages. Secondly, not more than two children are allowed per family and the violation of this rule has penalty of fine. Furthermore, the standard of living of Rohingya is below the poverty lines. They are unable to meet basic amenities of life. Even in humanitarian camps, they live in abject conditions. Unfortunately, these days Rohingya Muslims are passing through such conditions that is a severe violation of their human rights. They have lack of education, jobs and health care. Rohingya are not given the religious, social and political freedom. Their mosques and schools have been locked down. Their political parties have been banned and their rights are continued to be violated. Although under temporary citizenship they can vote, but they cannot become leaders of any political party. In this study, efforts are made to analyze fundamental human rights of Rohingya Muslims in the light of national and international laws. Rohangiya Muslims are deprived from all fundamental human rights which are given from any national or international laws. All national and international conventions do not give permission to any state or society to violate the basic human rights. Therefore, international human rights observers and bodies should notice the violation of Rohingya Muslims fundamental rights. The analytical and critical research methodology has been adopted in this study.*

KEYWORDS: *Burma, Rohingya Muslims, Human Rights, National and International Laws*

تمہید: انسانی حقوق کا تصور ازل سے ہے۔ مفکرین نے اسے فطری حقوق کا نام دیا کیون کہ بنی نوع انسان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ طے شدہ امور اور ضوابط کی پابندی کریں گے۔ انسانی حقوق معاشرتی زندگی کا ایسا لازمی جز ہے کہ جن کے بغیر کوئی شخص بھی اپنے طرز عمل کا مظاہرہ احسن انداز میں نہیں کر سکتا۔ انسانی حقوق سے مراد ایسے حقوق ہیں، جو انسان کو بحیثیت بنی نوع آدم ملے ہیں۔ معاشرے میں رہتے ہوئے ملتے ہیں۔ اور ان کا تعلق معاملات سے ہے۔ یہ ایک دوسرے کے باہمی ربط و ضبط میں پروان چڑھتے ہیں۔ یہ پیدائشی ہیں، اسی لئے ان کو بعض اوقات بنیادی انسانی حقوق یا پیدائشی حقوق بھی کہا جاتا ہے۔

جدید ریاستی دساتیر میں ان حقوق ک و آئینی شقوں میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف پالیسی کے رہنما خطوط متعین کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی انتظامی یا قانون سازی عمل ان کے منافی ہو تو وہ اس کی روک تھام کے بھی ذمہ دار ہیں۔[1] لیکن بہت سارے لوگ اس جدید دنیا میں بھی ان بنیادی حقوق سے محروم ہیں اور روہنگیا مسلمان ان بد قسمت لوگوں میں سے ایک ہیں۔ برما میں روہنگیا مسلمان اپنی پیدائش سے موت تک منظم طریقہ سے سخت ترین مظالم کا سامنا کر رہے ہیں۔ میانمار کی ریاست راکھائن میں ایک المناک انسانی بحران اپنی پوری شدت کے ساتھ برپا ہے۔ اس ریاست کے ۱۲ لاکھ سے زائد روہنگیا مسلمانوں کو شہریت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ نے روہنگیا کو دنیا کی سب سے زیادہ مظلوم اقلیتوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ میانمار کے ۱۹۸۲ء کے شہریت کے قانون کے ذریعے روہنگیا مسلمانوں کی شہریت ختم کر دی گئی اور ان کو بے ریاست قرار دے دیا گیا جبکہ شہریت کا حصول ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ روہنگیا مسلمانوں کی مذہبی آزادی نہ صرف سلب کی گئی ہے بلکہ ان کے مذہبی مقامات کو مٹانے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ مدارس سے لی گئی ڈگریاں حکومت تسلیم نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ ان کے ہر قسم کے حقوق بشمول تعلیم، صحت، آزادانہ نقل و حرکت، روزگار، سفر، شادی، وغیرہ جیسی بنیادی حقوق چھین لیے گئے ہیں۔

۲۰۱۷ء میں برمی فوج کی بربریت کے نتیجہ میں تقریباً ۷ لاکھ روہنگیا اپنی جان بچا کر اور اپنا مال واسباب چھوڑ کر ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جو اب کیمپوں میں عبرت انگیز زندگی گزار رہے ہیں، جہاں ان کو شدید بنیادی سہولیات کے فقدان کا سامنا ہے۔ فوج کی کاروائیوں سے وہاں انسانی زندگی کی سالمیت اور زندگی کی بنیادی ضروریات کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ اور کئی دہائیوں سے متعدد کریک ڈاؤنز کے نتیجے میں ہزاروں روہنگیا مسلمانوں کو گھروں سے بے دخل کر دیا گیا ہے اور ان میں اکثر عصمت دری، تشدد، قتلِ عام اور ان کی جان و مال کو جلانے جیسے گھناؤنے مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ روہنگیا کے معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور دیگر بنیادی حقوق کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اس مقالہ میں روہنگیا مسلمانوں کے ان حقوق کا تنقیدی جائزہ قومی اور عالمی حقوق کی روشنی میں پیش کیا جا رہا ہے۔

معاشرتی حقوق: Social Rights انسان طبعی طور پر معاشرت پسند ہے۔ اس کی گروہی جبلت اسے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ اپنی پیدائش سے لے کر مرتے دم تک بے شمار افراد کی خدمات، توجہ اور سہاروں کا محتاج ہے۔ اپنی پرورش، خوراک، لباس، رہائش، تعلیم و تربیت کی ضرورت کے لیے نہیں بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء اور ان کے عملی اظہار کے لیے بھی وہ اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ یہ اجتماعی زندگی اس کے گرد تعلقات کا وسیع سلسلہ تیار کرتی ہے۔ خاندان، برادری، محلے، شہر، ملک اور بحیثیت مجموعی پوری نوع انسانی تک پھیلے ہوئے تعلقات کے یہ چھوٹے بڑے دائرے اس کے حقوق اور فرائض کا تعین کرتے ہیں۔ ماں باپ، اولاد، استاد، شاگرد، مالک، غلام، شہری اور حکمران کی بے شمار مختلف حیثیتوں میں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان فرائض کے مقابلے میں وہ کچھ متعین حقوق کا حقدار قرار پاتا ہے۔

فرد کے حقوق کا ایک دائرہ ریاست سے تعلقات کا ہے۔ اس دائرہ میں ایک وسیع الاختیار اور کثیر الوسائل ریاست کے مقابلہ

میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں انہیں ہم بنیادی حقوق کہتے ہیں۔ انہیں بنیادی حقوق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ریاست کا کوئی بھی بازو خواہ وہ انتظامی ہو یا قانون سازان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہ حقوق فرد کو کسی ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ عالمی انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے حاصل ہے۔ اسلامی دستور کسی بھی فرد، ادارے بلکہ بحیثیت مجموعی پوری امت تک کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ بنیادی حقوق کو کسی بھی صورت میں منسوخ (محدود) یا معطل کر سکے۔[2] انسانی حقوق معاشرتی زندگی کا ایسا لازمی جز ہے کہ جن کے بغیر کوئی شخص بھی اپنے اعمال کا مظاہرہ اچھے انداز میں نہیں کر سکتا۔ معاشرتی حقوق ان حقوق کو کہا جاتا ہے، جو انسان کو کسی بھی معاشرے میں حاصل ہوتے ہیں۔ جدید نظریہ قانون کے تحت معاشرتی حقوق سے مراد انسان کے وہ تمام حقوق ہیں جو اسے دائرہ قانون میں رہتے ہوئے حاصل ہیں۔

حق شہریت اور بچوں کے پیدائش کا اندراج: Right of citizenship and child registration قومیت اور شہریت کا حصول ایک قومی مسئلہ ہے۔ جس کا تعین حکمران ادارے کرتے ہیں۔ کہ کون شہری ہے اور کون نہیں ہے۔ جیسا کہ بین الاقوامی برادری شہریوں کی شہریت قوانین کے مطابق بناتی ہے۔ اور اس کے مطابق ان کو وہ تمام حقوق دیے جاتے ہیں جو ان کے بنیادی انسانی حقوق کہلاتے ہیں۔ شہریت اور قومیت تمام گروہوں کو قانونی شناخت فراہم کرتی ہے۔ اور شہری، سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی نوعیت کے مجموعی حقوق کے لئے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ روہنگیا لوگ آٹھویں ویں صدی سے برما میں رہتے آئے ہیں۔ ۱۸۲۴ء سے ۱۹۴۸ء تک جاری رہنے والے برطانوی نو آبادیاتی دور میں ہندوستان سے ہزاروں کی تعداد میں مزدوروں نے برما کی جانب نقل مکانی اختیار کی، جسے اب میانمار کہا جاتا ہے۔ اُس وقت چونکہ برطانوی تسلط میں برما ہندوستان کا ایک صوبہ تھا اس لئے اس نقل مکانی کو ملک کا اندرونی اقدام ہی قرار دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں برما کو آزادی ملنے کے بعد وہاں کی حکومت نے اُن کی نقل مکانی کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ روہنگیا ایک نسلی مسلمان برادری ہے جو صدیوں سے برما میں اکثریتی بدھ برادری کے ساتھ رہتی چلی آئی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت میانمار میں تقریباً ۱۰ لاکھ روہنگیا افراد بستے ہیں۔[3]

اسی وقت حکومت نے یونین سیٹزن ایکٹ کے نام سے ایک قانون کی منظوری دی جس کے تحت اُن نسلی برادریوں کا تعین کر دیا گیا جنہیں ملکی شہریت کا حقدار قرار دیا جا سکتا ہے۔ تین وزیر وپر مشتمل مرکزی کونسل کمیٹی شہریت کی درخواستوں پر فیصلہ کرتی ہے۔ اور یہ ریاستی کونسل فیصلہ کرتی ہے کہ کونسا نسلی گروہ ریاستی گروہ ہے۔ ان ریاستی اداروں نے ۱۹۸۲ء میں ۱۳۵ نسلی گروہوں میں شہریت کی توثیق کی تھی، جس میں روہنگیا مسلم ان شامل نہیں تھے۔ اس طرح تمام روہنگیا کو قانونی طور پر شہریت سے دور کر کے انہیں بے وطن قرار دے دیا گیا۔ اگرچہ ان کے آباواجداد شہریت ی قانون کے مطابق ۱۸۲۳ء سے پہلے کے موجود تھے۔ برما کا ۱۹۸۲ء شہریت ک اقانون[4] نیو نیشنل ڈیموکریسی پارٹی کے چیئرمین کی طرف سے جاری ہوا تھا۔ ج س میں بیان کیا گیا کہ "شہریت ک ے قانون کا مقصد ہماری نسل کی حفاظت کرنا ہے۔"

"They also reject the name 'Rohingya' even though it was accepted and recorded by different Burmese governments in the parliamentary era of the 1950s and 1960s".[5]

ترجمہ: انہوں نے 'روہنگیا' کا نام بھی مسترد کر دیا ہے اگرچہ اس نے ۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء کی دہائیوں کے پارلیمانی دور میں برمی حکومتوں کی طرف سے اسے قبول کیا اور ریکارڈ میں لایا گیا تھا۔

" Rohingya Muslims from Rakhine state, with an estimated population of around 1.1 million, are not officially recognized by Myanmar since the controversial 1982 citizenship law".[6] ترجمہ: راکھائن ریاست کے روہنگیا مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۱.۱ ملین ہے، جو ۱۹۸۲ء کی شہریت کے متنازعہ قانون کے بعد سے میانمار کی سرکاری طور پر تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

۱۹۸۲ء ک اشہریت ی قانون تین قسم کے معیارات پر مبنی ہیں۔ مکمل شہری، ایسوسی ایٹ شہری اور قدرتی شہری، ان میں مکمل شہری وہ ہیں جو پیدائشی برمی ہے ان کا تعلق ان ۱۳۵ گروہوں میں سے ہے جو ۱۸۲۳ء سے قبل برما میں آباد تھے۔ جو برطانوی حکومت کی شروعات میں اراکان میں رہ رہے تھے، اور اس کے ساتھ ۱۹۴۸ء یونین ایکٹ کے تحت پہلے ہی شہریوں کے طور پر تسلیم ک ئے گ ہ یں۔ ایسوسی ایٹ شہری وہ ہیں جنہوں نے ۱۹۴۸ء کے یونین کے شہریت کی درخواست ابھی تک زیر غور تھی جب ۱۹۸۲ء میں شہریت ی قانون نافذ ہوا۔ قدرتی شہریت کے حصول کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ ۴ جنوری ۱۹۴۸ء سے وہ برما میں طویل مدتی رہائشی ہوں۔

۲۔ اس نسل سے یا اس نسل میں شادی کی ہو جو برما شہریت کا حامل ہو۔ اور تسلیم شدہ قومی زبانوں میں سے ایک پر اچھی عبور رکھتا ہو۔ اور نیک اور اچھے کردار کا حامل ہو۔ اور جو قدرتی شہری ہونے کا حق مختلف قوانین اور قواعد کے ذریعے رکھتا ہو، حکومت ان کے حقوق کی حد بھی محدود کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۲ء کے قانون کے سیکشن ۸ ب میں ہے کہ شہریت کی تمام قسمیں سوائے مکمل شہریت کے کسی بھی وقت منسوخ کی جاسکتی ہیں۔

"8(b) The Council of State may, in the interest of the State, revoke the citizenship or associate citizenship or naturalized citizenship of any person, except a citizen by birth".[7]

ترجمہ: ۸ (ب) ریاستی کونسل ریاست کے مفاد میں ہو سکتا ہے، کہ کسی بھی شخص کی شہریت جو شہری یا ایسوسی ایٹ شہری یا قدرتی شہری ہو کو منسوخ کر سکتی ہے، سوائے ان کے جو پیدائشی شہری ہوں۔

اس قانون میں شہریت کو تین درجوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ بنیادی شہریت کے حصول کیلئے لازمی قرار دیا گیا کہ متعلقہ شخص کا خاندان ۱۹۴۸ء سے قبل ب رما میں آباد ہو اور وہ قومی زبانوں میں سے کوئی ایک روانی سے بول سکتا ہو۔

بچوں کے اندراج کا حق: Right of kids Registration ۱۹۹۰ء کے وسط سے روہنگیا کے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو پیدائشی سرٹیفیکیٹ جاری نہیں کیے گئے۔ تاہم روہنگیا کے ذرائع کے مطابق منگڈو اور بوتھیڈونگ ٹاؤن شپ میں چند روہنگیا نے حال

ہی میں میانمار پیدائشی سرٹیفکیٹ حاصل کیے ہیں۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ یونیسیف نے عالمی پیدائشی رجسٹریشن مہم چلائی تھی۔ ایسے حالات میں تفصیلات کے مطابق جن کے تحت ایسے سرٹیفکیٹ بھی جے جاچکے ہیں جو ابھی تک غیر واضح ہیں۔

"Most Rohingya who made up one out of every four inhabitants of Arakan were classified by the state as illegal foreigners[8]".

ترجمہ: بیشتر روہنگیا افراد ہر چار باشندوں میں سے ایک کو جنہوں نے اراکان ریاست نے غیر قانونی غیر ملکی کے طور پر درج کیا گیا ہے۔

شمالی راکھائن ریاست میں روہنگیا برادری کو ہدف بنانے کے لیے مقامی احکامات جاری کیے گئے ہیں۔ ایسے احکامات کے مطابق روہنگیا کے جوڑوں کو شادی کرنے کے لیے سرکاری اجازت کے لیے درخواست لازمی ہے۔ نئے شادی شدہ جوڑوں کو ایک اقرار نامے پر دستخط کرنا ہوں گے کہ ان کے دو سے زائد بچے نہیں ہوں گے۔ اور Nasaka☆ (سابقہ سرحدی سکیورٹی فورسز) ان احکامات کی عمل درآمد کی نگرانی کرے گی۔ کوئی بھی جوڑا بغیر سرکاری اجازت رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تو ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

"An estimate of 40,000 unregistered children was provided in 2008, possibly more today".[9] ترجمہ: ۲۰۰۸ء میں غیر رجسٹرڈ بچوں کا ممکنہ اندازہ ۴۰،۰۰۰ سے زیادہ ہے۔ ممکنہ طور پر آج اس سے بھی زیادہ ہے۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق: "The Rakhine Inquiry Commission roughly estimated that about 60,000 children were unregistered in Rakhine State in 2013".[10]

ترجمہ: ۲۰۱۳ء میں راکھائن ریاست کے راکھائن انکوئری کمیشن نے اندازہ لگایا ہے کہ ۶۰،۰۰۰ بچے غیر رجسٹرڈ ہیں۔

تیسرا یا چوتھا بچہ یا شادی سے قبل پیدا ہونے والا بچہ مشتبہ یا غیر رجسٹرڈ ہوگا۔ جنوری ۲۰۱۶ء سے Makapa☆ امیگریشن ٹیم جو غیر ملکی تارکین وطن سے ملک کو محفوظ رکھتے ہیں۔ نئے بچوں کی پیدائش کے رجسٹریشن کے عمل کیلئے والدین کو عمل شروع کرنے اور Makapa تک رسائی کے لئے گاؤں کے منتظم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور والدین کو پانچ صفحات پر مشتمل درخواست فارم جمع کروانا پڑتا ہے۔ جس کے ساتھ پیدائشی سرٹیفکیٹ، شادی کا اجازت نامہ اور ماں باپ دونوں کی گھریلو فہرست جمع کرنا لازمی ہے۔ اور یہ دستاویزات دو گواہوں کے ساتھ گاؤں کے منتظم اور مقامی پولیس یا سرحدی حفاظتی پولیس کے دستخط کردہ بیانات کے ساتھ ہونی چاہئے۔ درخواست کی دو کاپیاں مقامی Makapa اور مقامی پولیس کو پیش کی جاتی ہیں، اور پھر منظوری کے لیے کائی کنپن * میں BGP/Makapa (Border Guard Police) ہیڈ کوارٹر کو بھیجی جاتی ہیں۔ جو منظوری کے بعد درخواست مقامی Makapa کے پاس واپس آنے کے بعد اصل خاندان کی فہرست میں نئے پیدا ہونے والے بچے کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔[11] بیشتر غریب خاندان، خاص طور پر دیہی علاقوں میں یہ غیر ضروری تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ جس میں متعلقہ اخراجات کے ساتھ رشوت بھی دی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے بچے غیر رجسٹرڈ رہتے ہیں۔ ۲۰۱۲ء کی کشیدگی کے نتیجے میں بے گھر روہنگیا کے لئے کوئی پیدائشی رجسٹریشن یا خاندان کی فہرست کی تجدید نہیں کی گئی۔

افزائش نسل کا حق: Right of Generation Growth ہر معاشرے میں تمام انسانوں کو اپنی نسل بڑھانے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ لیکن برما میں روہنگیا برادری پر نسل بڑھانے پر پابندیاں عائد ہیں۔ اول تو شادی کے لئے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے پھر اسکے بعد وہ دو بچوں سے زیادہ بچے پیدا نہیں کر سکتے۔

"The authorities in Rakhine state then decided to introduce a two child limit for Rohingya families".[12]

ترجمہ: راکھائ ن ریاست کے حکام نے روہنگیا کے خاندانوں کے لئے دو بچے کی حد متعارف کرائ ی ہے۔

۲۰۱۳ء کے دوران مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے میانمار کے دو صوبوں میں دو سے زیادہ بچے پیدا کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ میانمار کے مغربی ریاست راکھائ ن نے روہنگیا جوڑوں کے لئے دو بچ وں کی حد رکھی ہے جو کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں یہ پابندی عائد نہیں ہے۔ اور یہ عالمی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

"Human rights groups mentioned that the policy makes Myanmar the only country in the world to impose such a restriction on a religious group".[13]

ترجمہ: تمام انسانی حقوق کے گروہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس پالیسی سے برما دنیا کا واحد ملک بن جاتا ہے جہاں مذہبی گروہ پر اس طرح پابندی لگائی جاتی ہے۔ اللہ پاک قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: (وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ) اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔[14] غربت وافلاس کی وجہ سے بچوں کو مارنے سے اللہ تعالی نے منع کیا۔ زرق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ نئ دو بچوں کی پالیسی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو یہ بنیادی حق حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاندان کی افزائش کے مناسب منصوبہ بندی کرے۔ اس طرح کی پابندی عالمی قوانین کے خلاف اور قابل مذمت ہے۔

مناسب معیار زندگی کا حق: Right of suitable living standard اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ ۱۹۶۶ء کے آرٹیکل ۱۱ کے مطابق ہر شہری کو مناسب خوراک، کپڑے، رہائش اور زندگی کے حالات کی مسلسل بہتری میں شامل رہنے کے مناسب معیار کو یقینی بناتا ہے اور ہر انسان کو بنیادی ضروریات تک رسائی ممکن بناتی ہے۔ لیکن ریاست اراکان میں روہنگیا برادری کی معیارِ زندگی انتہائی ناقص ہے۔ خصوصاً مریضوں کے لئے ڈاکٹروں کی دستیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔ "There are only three medical doctors for a population of 430,000 people in Maungdaw Township, and two per 280,000 people in Buthidaung Township"[15]. ترجمہ: منگڈو ٹاؤن شپ میں ۴۳۰،۰۰۰ لوگوں کی آبادی کے لئے صرف تین طبّی ڈاکٹر ہیں اور بوتھی ڈون گ ٹاؤن شپ میں ۲۸۰،۰۰۰ افراد کے لئے صرف دو ڈاکٹر موجود ہیں۔

روہنگیا کی معیار زندگی انتہائی ناقص ہے۔ ان کے پاس نہ کھانے پینے کا مناسب مقدار میں سامان موجود ہے اور نہ ہی علاج

معالجے کے لئے ڈاکٹر یا نرس وغیرہ کی سہولت موجود ہے۔ اسلامی نظام زندگی میں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھ ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[16]

ترجمہ: خبر دار تم سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کے زیر اثر افراد کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اسلام میں فلاحی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کو مناسب معیارِ زندگی کی سہولیات مہیا کرے۔ اور یہ سہولیات تمام رعایا کے لیے یکساں ہوں۔

حق تحریر و تقریر: Right to write and speak کسی بھی جمہوری ریاست میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ زبان یا قلم کے ذریعے سے اپنی بات آزادی کے ساتھ اپنی ریاست کے دوسرے افراد تک پہنچا سکے، جب ہر فرد کو اپنے خیالات اور اپنی رائے کے اظہار کی پوری پوری آزادی حاصل ہو تو صحیح رائے عامہ تشکیل پاتی ہے۔ اگر ہر شخص کھلم کھلا اپنی رائے کا اظہار کر سکے اور اپنی تکلیف اور شکایات کو بے خوف ہو کر پیش کرنے کا حق رکھتا ہو، اور اس مقصد کے لئے وہ اسٹیج، پریس، اخبارات اور میڈیا وغیرہ سے مدد لینے کا مجاز ہو تو ایسی صورت میں صحیح جمہوری فضا پیدا ہوتی ہے۔ برما کے دوسرے وزیر اعظم اُونو کے دور حکومت میں اراکان کے محمد قاسم نامی شخص نے کچھ مطالبات منوانے کے لیے حکومت برما سے تعرض کیا، جن میں ایک مطالبہ یہ تھا کہ روزانہ اراکانی زبان میں ریڈیو خبریں نشر کی جائے وزیر اعظم اُنو نے اراکانی زبان میں ریڈیو کی خبریں شروع کر دیں۔[17] اس زمانے میں روہنگیا مسلمانوں کو برمی شہری تسلیم کیا جاتا تھا۔ لیکن جنرل نی ون کے دورِ حکومت میں ان خبروں کو بند کر دیا گیا۔

پرامن حق اجتماع: Right of Peaceful Gathering حق اجتماع یہ ہے کہ افراد کو انجمن بنانے، سیاسی جماعت تشکیل دینے اور اجتماعی مقاصد کی خاطر گروہ بندی کرنے کی پوری آزادی ہو۔ حق اجتماع دیئے بغیر حق تحریر و تقریر بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ اظہارِ خیال کی آزادی کا لازمی نتیجہ ہے کہ ہم خیال لوگوں کا آپس میں متحد و مربوط ہونے اور اپنے مشترکہ مقاصد کی خاطر منظم جدوجہد کیلئے گروہ بندی کرنے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ "آزادی اجتماع یا حق مشارکت، ہر فرد کا انفرادی حق ہے کہ وہ اکٹھے ہوں اور مشترک مفاد کا مجموعاً اظہار، نشو و نما، حصول اور دفاع کریں"۔[18] حق اجتماع کو انسانی حق، سیاسی آزادی اور مدنی آزادی تسلیم کیا جاتا ہے۔ حق اجتماع تمدن کا لازمہ اور افراد کا فطری حق ہے۔ لیکن برما میں روہنگیا مسلمانوں کے تمام سماجی، ثقافتی تنظیمیں یعنی یونائٹڈ روہنگیا آرگنائزیشن ۱۹۵۶ء میں بنی، روہنگیا سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن ۱۹۵۵ء میں بنی، روہنگیا یوتھ آرگنائزیشن، رنگون یونیورسٹی روہنگیا سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن، روہنگیا جمعیت العلماء، اراکانی مسلم ایسوسی ایشن اور اراکانی مسلم یوتھ آرگنائزیشن، ان تمام تنظیموں پر ۱۹۶۴ء میں پابندی لگادی گئی۔[19] اور اس طرح سے روہنگیا مسلمانوں کی تنظیموں پر پابندی لگا کر ان کے حق اجتماع کو سلب کیا گیا۔ حالانکہ کسی بھی ملک میں تمام افراد کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہم خیال لوگوں اور اپنی برادری کی بہتری کے لئے تنظیم بنائے۔

حق زبان و ثقافت: Right to preserve language and culture

ہر شخص کو اپنی زبان اور ثقافت کی ترقی اور حفاظت کے لیے مناسب اقدامات کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہ حق خصوصی طور پر ان ریاستوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جہاں پر اکثریت کے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب و عقیدہ پر ایمان رکھنے والی اقلیتیں بھی بستی ہوں۔ ایسی صورت میں اکثریت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اقلیت اپنی تہذیب و ثقافت کو چھوڑ کر اس کی تہذیب میں گم ہو جائیں۔ جو بدقسمتی سے آج کل برما کے مسلمانوں کو ایسے ہی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جو جمہوری اصولوں ک ی خلاف ورزی ہے۔ برما براڈ کاسٹنگ سروسز سے روہنگیا زبان کا پروگرام نشر کیا جاتا تھا۔ جس کو اکتوبر ۱۹۶۵ء میں رنگون سے منسوخ کر دیا۔[20]

اگرچہ ہر انسان کا یہ بنیادی معاشرتی حق ہے کہ وہ زبان و ثقافت کی حفاظت کیلئے اقدامات کر سکے اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کے اس حق کا تحفظ کرے اور ان کی زبان و ثقافت کی ترقی کے لیے پوری آسانیاں بہم پہنچائے۔ لیکن برما میں مسلمان اقلیت سے بزور بازو یہ حق چھینا گیا۔

حق تعلیم: Right of Education

دنیا کے ہر دستور میں تعلیم کو عام طور پر انسانی حقوق کی فہرست میں درج کیا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ نیز یہ کہ شہریوں کی تعلیم و تربیت ایک اجتماعی فرض ہے۔ جدید جمہوری نظام جاہل عوام کے ذریعے نہیں چلایا جا سکتا۔ اس کے لئے شہریوں کا تعلیم یافتہ اور باشعور ہونا لازمی ہے۔ لیکن روہنگیا باشندوں کا حال پوری دنیا سے یکسر مختلف ہے یہ حق بھی ان کو حاصل نہیں ہے کہ وہ تعلیم میں آگے بڑھیں۔

“The illiteracy rate of the Rohingya is estimated at 80%, with a higher percentage among women. More than 60% of children aged between 5 and 17 have never enrolled in school. According to official government figures for 2005, only 124,600 pupils or 36% of school-age children were then enrolled in Northern Rakhine State”.[21]

ترجمہ: روہنگیا باشندوں کی شرح ناخواندگی تقریباً ۸۰ فیصد ہے، جس میں عورتوں کا تناسب زیادہ ہے۔ ۵ سے ۱۷ سال کے درمیان ی عمر کے ۶۰ فیصد سے زائد بچوں نے کبھی سکول میں داخل ہ نہیں ل یا ہے۔ ۲۰۰۵ء کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق، شمالی راکھائی ن ریاست میں صرف ۱۲۴،۶۰۰ طلباء یا ۳۶ فیصد سکول کی عمر کے بچ وں کا اندراج ہوا ہے۔

کم حاضری اور سکول چھوڑنے کا بنیادی سبب خاندانی غربت ہوتا ہے، کیونکہ بچوں کو خاندان کے آمدنی میں شرکت کرنا ضروری ہوت ا ہے۔ سکولوں کی عمارات اور سامان کی کمی اور دور دراز علاقوں میں اسکولوں تک لمبے فاصلے بھی مستقل رکاوٹیں ہیں۔

"In 2014, only about 150 Rohingya students successfully passed high school matriculation in Maungdaw and Buthidaung Townships".[22]

ترجمہ: ۲۰۱۴ میں صرف ۱۵۰ روہنگیا طالب علموں نے منگڈو اور بوتھیڈونگ ٹاؤن شپس میں میٹرک پاس کیا۔　　　روہنگیا طالبعلم اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، کیونکہ مسلمان طالبعلموں کو ملک بھر میں کسی بھی یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔

حق کاروبار اور معاشی تحفظ کا حق: Right of Business and Safety of Economy افراد کا یہ معاشی اور معاشرتی حق ہے کہ وہ روزی کمانے کے لئے تگ ودو کر سکیں اور جو پیشہ چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ریاست کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ شہریوں کے لیے مناسب روزگار بہم پہنچانے کے لیے ضروری اقدامات کرے اور انہیں روزی کمانے کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کر کے دیں۔ ہر شہری کا یہ حق ہے کہ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسے روزگار کے مواقع میسر ہو۔ نقل و حرکت پر سخت پابندیوں کے نتیجے کے طور پر چاہے شمالی راکھائن ہو یا آئی ڈی پیز کیمپ بے گھر روہنگیا روزگار حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ورلڈ فوڈ پروگرام کی طرف سے فراہم کردہ خوراک میں صرف چاول، دالیں، پکانے کا تیل اور نمک ہوتا ہے۔ اور یہ انفرادی طور پر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ بعض آئی ڈی پیز سرکاری تقسیم کی فہرست میں شامل نہیں ہیں۔ "تاہم اکثر خاندان دیگر ضروری چیزوں کو خریدنے کے لئے اپنے کھانے پینے کی کچھ اشیاء فروخت کرتے ہیں۔"[23]

برما میں روہنگیا کا سمندری راستے سے معیشت کے وسائل حاصل کرنے کی کمی نہیں ہے لیکن مقامی احکامات سے پابندیوں کے لاگو ہونے پر ملازمتوں کے کم مواقع اور غربت سے حالات مزید سنگین ہو رہے ہیں۔ شمالی راکھائن ریاست میں ماہی گیری پر، آگ کی لکڑی اور دیگر جنگ ل ی وسائل حاصل کرنے پر سرکاری پابندی عائد ہے۔ خواتین کو کسی بھی طرح کا کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

Women are not allowed to participate in any income generation activities. Male adults earn the basic needs for the family.[24]

ترجمہ: خواتین کو کسی بھی ذرائع آمدن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ اور بالغ بچے خاندان کے لئے بنیادی ضرویات پورا کرتے ہیں۔ روہنگیا بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ خاص طور پر شمالی راکھائن ریاست میں بچوں کو جبری مشقت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ بالغ بچے خاندان کے لئے بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: **(كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَـةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ)**[25] ترجمہ: تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔ اس آیت میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کے ذرائع پر مالدار اور با اثر لوگوں کی اجارہ داری قائم نہ ہو اور دولت کا بہاؤ امیروں سے غریبوں کی طرف ہو جائے۔

حق آزادئ نقل وحرکت Right of free Mobilization: جمہوری ریاستوں میں حکومت شہریوں کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی عائد نہیں کر سکتی۔ وہ ملک کے اندر جہاں چاہیں آ جا سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ کسی شخص کو بغیر جرم ثابت کیے گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ قید، نقل و حرکت پر پابندی کا نام ہے۔ کسی شخص کو اس کے گھر اور وطن سے ناحق بے دخل کرنا بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ ہر انسان فطری طور پر یہ چاہتا ہے کہ اس کی نجی زندگی محفوظ ہو۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی کے وسط سے روہنگیا باشندوں کی نقل و حرکت کو محدود کرنے کے لئے مقامی احکامات جاری کئے گئے۔ جن کی غیر تعمیل پر جرمانہ عائد ہوتا تھا۔ یہ احکامات شمالی راکھائن ریاست میں

سختی سے عائد کیے گئے تھے۔ جو ۲۰۱۲ء کی کشیدگی کے بعد نقل و حرکت کی پابندیوں کو مرکزی راکھائن تک بڑھادیا گیا۔

"During the UN's July, 2014, visit to Rakhine State, it "found the situation deplorable" for the Rohingya population who experience severe legal restrictions, including a ban from travelling or working outside their village without previous authorization".[26]

ترجمہ: اقوام متحدہ کے جولائی، ۲۰۱۴ء کے دوران، راکھائن ریاست کے دورے پر، روہنگیا آبادی کے لئے "صورتحال خراب ہوگئی" جو سخت قانونی پابندیوں کا سامنا کرتے ہیں، بشمول سفر کی پابندی یا اپنے گاؤں سے باہر کام کرنے کے لئے بغیر سابقہ اجازت کا سفر بھی شامل ہیں۔ معیشت کے مواقع، صحت کی سہولیات اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کو محدود کرنے کے لئے ان کی نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ روہنگیا کے لیے سفر کی اجازت دہندگان Travelling authorities (TA's) سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

"The Rohingyas are virtually confined to their village tracts. They must apply for a travel pass even to visit a neighboring village, and travel is strictly restricted within Northern Rakhine".[27]

ترجمہ: روہنگیا عملی طور پر اپنے گاؤں کے علاقوں تک محدود ہیں۔ ان کے لئے ایک پڑوسی گاؤں میں سفر کے لئے ایک سفری پاس کی درخواست دینا لازمی ہے۔ اور شمالی راکھائن ریاست کے اندر سفر کرنا انتہائی دشوار ہے۔

ایک ہی قصبے کے دیہات میں سفر کرنے کے لئے روانگی اجازت نامہ اور قصبات کے درمیان سفر کرنے کے لئے فارم ۴☆ کی ضرورت ہوتی ہے جس میں غیر رجسٹرڈ بچے سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ شمالی راکھائن ریاست میں فارم ۴ کے ساتھ سفر کی اجازت صرف ریاست کے اندر شہروں تک محدود ہے۔ گاؤں سے روانگی سرٹیفیکیٹ (اجازت نامہ) دیہات کے درمیان سفر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ جون ۲۰۱۲ء میں منگڈو اور بوتھیڈونگ ٹاون شپس میں لگائے جانے والا کرفیو رات ۱۱ سے صبح ۴ بجے تک ہر دو ماہ تک بڑھایا جاتا ہے۔ اور یہ دیگر برادری کے علاوہ صرف روہن گیا پر ہی لاگو ہوتا ہے۔ کرفیو میں رات کے وقت فوری علاج کرنا بھی منع ہے۔

"Rohingya face severe obstacles to reaching health-care facilities, even for emergencies".[28]

ترجمہ: روہنگیا، ہنگامی حالات میں صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات تک پہنچنے کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔

روڈ چیک پوسٹ پر ہراساں کرنا، خاص طور پر خواتین کو اور کرفیو کے قواعد وضوابط نے روہن گیا برادری کے لیے نقل و حرکت کی آزادی کو محدود کر دیا ہے۔ معیشت اور بنیادی سہولیات کے وسائل تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو بے گھر نہیں ہیں اور اب بھی اپنے گاؤں میں رہائش پذیر ہیں، آزادانہ نقل و حرکت نہیں کر سکتے۔

"Both the UN and the US Congress have noted that legal restrictions on freedom of movement for the Rohingya people severely affect basic rights to access livelihoods, food, water, sanitation, and education".[29]

ترجمہ: اقوام متحدہ اور امریکی کانگریس دونوں نے بیان کیا ہے کہ روہنگیا کے لوگوں کے لئے نقل و حرکت کی آزادی پر قانونی پابندیاں معیشت، خوراک، پانی، حفظان صحت، اور تعلیم کے حصول کے لئے بنیادی حقوق کو متاثر کرتی ہیں۔

۲۰۱۵ء میں ۲۵،۰۰۰ داخلی بے گھر روہنگیا (IDPs) [30] بھی نقل و حرکت کی اس طرح پابندیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ صرف روہنگیا اور راکھائن ہی نسلی امتیاز کا شکار ہیں۔ راکھائی نی اور دیگر غیر مسلم رہائشیوں کو (IDPs) کیمپوں میں اجازت دی ہے جہاں وہ کچھ اقتصادی سرگرمیوں میں شامل ہیں۔ راکھائن ریاست سے باہر سفر کے لیے ۴۵ دن کی خصوصی اجازت ملتی ہے۔ یہ اجازت مہنگی ہونے کے ساتھ ساتھ دو گواہوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو یہ یقین دہانی کرائے کے یہ مسافر واپس آئے گا۔ اوران گواہوں کو ضمانت کے طور پر دفتر میں پیش ہونا پڑتا ہے۔

بغیر اجازت اسفار پر جرمانے اور مقدمے: Restriction on Traveling without permission

غیر قانونی سفر پر برما کے رہائشی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۴۹ء کے تحت دو سال قید یا دفعہ ۱۳(۱) برما امیگریشن (صوبوں میں ایمر جنسی) ایکٹ ۱۹۴۷ء اور اس کے ۱۹۹۰ء میں ترمیم کے تحت مجرمانہ گرفتاری، قید اور مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ جس میں کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید ہوسکتی ہے۔

"Although the Immigration Act applies to unauthorized travel outside Myanmar, a number of Rohingya were sentenced for violating the Immigration Act for travelling without permission within Myanmar".[31]

ترجمہ: اگرچہ امیگریشن ایکٹ برما سے باہر غیر قانونی سفر پر لاگو ہوتا ہے۔ لیکن برما کے اندر اجازت کے بغیر سفر کے لئے امیگریشن ایکٹ کے تحت ہی بہت سارے روہنگیا کو سزائیں سنائی گئی ہیں۔ شمالی راکھائن ریاست میں اس طرح کے فیصلے پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ بنگلہ دیشی ملزم غیر قانونی طور پر تھا۔ یکم ستمبر ۲۰۱۳ کو بوتھیڈونگ ٹاؤنشپ سے دو خواتین کو ۶ ماہ کی جیل کی سزا ہوئی۔ انھوں نے سفری اجازت نامہ فارم ۴ حاصل نہیں کیا تھا۔ ۲۵ جنوری ۲۰۱۵ء کو ایک خاتون اور اس کا بیٹا الیل تھنکاؤ پر غیر قانونی طور سے بنگلہ دیش جارہے تھے کو انٹی ٹریفکنگ پولیس نے پکڑا۔ اگرچہ ان کے پاس سرکاری اجازت نامہ موجود تھا۔ پولیس ان دستاویزات کو ضبط کر لیا اور ان پر یہ الزام لگانے کی دھمکی دی۔ کہ جب تک وہ ۸ لاکھ کیات (۸۰۰ امریکی ڈالر) ادا نہیں کرتے ان کو چھوڑا نہیں جائے گا۔ [32] اسی طرح روہنگیا خواتین کو گرفتاری کی دھمکیاں دیں گئیں۔ کہ ان کے شوہروں نے حکام کو خبر کیے بغیر کشتی کے ذریعے ملک چھوڑ دیا۔ ۱۹ نومبر ۲۰۱۴ء کو یوڈونگ گاؤں جنوبی منگڈو کے چار خواتین کو انہی وجوہات پر طلب کیا گیا اور ۵۰،۰۰۰، ۴ کیات دینے پر حراست سے بچنے کے لیے مجبور کیا گیا۔ برمی فورسز اس طرح روہنگیا مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے لوٹتے ہیں۔ اور ان مشکل حالات میں روہنگیا باشندے ان مظالم کو سہتے ہیں۔

حق مساوات: Right of Equality بہترین نظام وہ ہے جس میں ہر ایک کے یکساں حقوق ہوں۔ یہ نہیں کہ ملک کے

باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر کے کسی کو مراعات وامتیازات دی جائے اور کسی کو محکوم بنایا جائے۔ سماجی اور معاشرتی لحاظ سے ہر شخص مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے پیشے، خاندان یا ذات برادری کو اس کی مساوی سماجی حیثیت پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیئے۔ نیز قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں اور اس لحاظ سے امیر وغریب یا حاکم و محکوم میں کوئی امتیاز نہیں برتنا چاہیئے۔ ان دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مساوات کا برقرار رکھنا حق مساوات کا منشا ہے۔ لیکن برما میں حالت امن ہو یا جنگ روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ مجرمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اور اس قسم کے سلوک کے لئے سرکاری طور پر ہدایات ملتی ہیں۔

"Law enforcing agencies and judges were clearly instructed to harass the Muslims and deny justice".[33]

ترجمہ: قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں اور ججوں کو مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور انصاف نہ دینے کی واضح ہدایت کی ہے۔

جب طاقت کا غلط استعمال اپنے عروج پر تھا تو عام مسلمانوں کو رات کی تاریکی میں بغیر وارنٹ کے گرفتار کرتے، انہیں شدید تنقید کا نشانہ بناتے اور ایک خطیر رقم کے عوض دن میں چھوڑا جاتا تھا۔ اسلامی نظامِ حکومت میں نسل، رنگ، زبان یا طبقات کی بناء پر کوئی برتری نہیں ہے۔ قرآن میں فرعون کی حکومت کی بُرائی ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین پر سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو ذلیل کرتا تھا۔[34] قانون کے سامنے تمام انسان مساوی ہیں کسی کو کوئی ترجیح یا استثنائی مقام حاصل نہیں۔ ہر قسم کے ظلم سے تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے۔ ہر انسان صرف اپنے فعل کا ہی ذمہ دار ہوگا کسی دوسرے کے جرم کی سزا اسے نہیں دی جائے گی۔ اس کے برعکس برما میں روہنگیا مسلمانوں کو کوئی بھی حق عام شہریوں کی طرح نہیں ملتا۔ روہنگیا کو بلاوجہ گرفتار کر کے ان کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور ان سے بھاری جرمانے لئے جاتے ہیں۔

حق آزادئ مذہب: Right of freedom of Religion اس حق کی رو سے ہر شخص کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے اور عقائد رکھنے کی آزادی عطا ہوتی ہے۔ وہ اپنے اعتقادات کے مطابق عبادت کر سکتا ہے اور مختلف مذہبی رسومات ادا کرنے میں آزاد ہے۔ جدید دور میں یہ رجحان ہے کہ ایک خاص حد تک تمام مذاہب سے رواداری برتی جائے۔ لیکن کسی ایسی مذہبی سرگرمی کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو ریاست کے مقاصد کے خلاف ہو یا دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی دل آزاری کے لیے سرانجام دی جائے۔ لیکن برما میں روہنگیا برادری کو مذہب کی آزدی حاصل نہیں ہے۔ ان کے مساجد، مکتب و مدرسے کو تالے لگا دیئے گئے ہیں۔ آزادی کے بعد حکومت نے زمینیں سرکاری تحویل میں لینے کی آڑ میں سینکڑوں دینی مدارس اور مساجد کی وقف زمینیں ضبط کر لیں جن میں منگڈو جامع مسجد کی بہت بڑی زمین بھی شامل ہے۔ جنوبی منگڈو میں جامعہ اشرف العلوم کے نام سے ایک بڑا دینی ادارہ تھا اسے نذر آتش کر دیا گیا اور جامعہ کی بلڈنگ کے ساتھ کروڑوں روپے کی مالیت کا عظیم الشان کتب خانہ بھی جل کر راکھ ہو گیا۔

"Human Rights Watch has reported that authorities and Arakanese destroyed mosques and religious schools in other parts of the state, including at least six

mosques and six Islamic schools in Minbya Township".[35]

ترجمہ: ہیومن رائٹس واچ تنظیم نے رپورٹ کی ہے کہ حکام اور اراکانی (بدھوں) نے ریاست کے دوسرے حصوں میں مسجدوں اور مذہبی اسکولوں (مدرسوں) کو تباہ کر دیا، کم سے کم چھ مساجد اور من ب یہ ٹاؤن شپ میں چھ مدارس مسمار کر دیے ہیں۔

۱۶ مارچ ۱۹۹۷ء کو بدھو کا ایک بہت بڑا گروہ مسلمانوں کے خلاف نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا اور مسلمانوں کی مسجد کو آگ لگا دی، اس کے بعد مسلمانوں کی مقدس کتب کو جمع کر کے نذر آتش کیا۔ ۱۵ مئی ۲۰۰۱ء کو ایک بار پھر بدھوں نے مسلمانوں کی ۱۱ مسجدیں مسمار کیں۔ چار سو سے زائد گھروں کو آگ لگا دی اور دو سو افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا، جن میں سے بیس افراد وہ تھے جو مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے۔ بدھوں کا مطالبہ تھا کہ مسلمانوں کی مساجد کو مسمار کر دیا جائے جسے حکومت نے تمام بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مان لیا اور متعدد مساجد زمین بوس کر دی گئیں اور بہت ساروں کو مقفل کر دیا گیا۔ مسلمان اپنے گھروں میں عبادت کے لئے مجبور کیے گئے اور بعض نے ہجرت کر لی۔ اب تک لاکھوں برمی مسلمان ہجرت کر کے بنگلہ دیش اور تھائی لینڈ کی سرحدوں پر خیموں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔[36] برما میں مسلمان اقلیت کے خلاف بدھ اکثریت اور حکومت کے مظالم جاری ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مقامی حکومت نے ملک کے مشرقی علاقے ینگون میں واقع مسلمانوں کی ایک جامع مسجد اور اس سے ملحقہ دینی مدرسے کو بند کر دیا گیا ہے۔[37] برما میں نہ صرف مساجد کو بند کیا گیا بلکہ ۲۰۱۲ء میں عین عیدالاضحی کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرنے پر پابندی لگا دی گئی جس کے نتیجہ میں عید کے روز ہونے والے فساد میں ۵۰ مسلمان جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ میانمار کے صدر نے تو جولائی ۲۰۱۲ء میں میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ "اس سارے مسئلے کا حل صرف یہی ہے کہ یا تو مسلمانوں کو ملک بدر کیا جائے یا پھر انہیں مہاجر کیمپوں میں منتقل کیا جائے"۔[38]

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: (**لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ**)[39] دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اسلام میں ہر کسی کو مذہبی آزدی ہوتی ہے کسی کو بھی زبردستی اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی انسانوں کو ایمان لانے یا نہ لانے میں آزاد رکھنا چاہتا ہے۔

سیاسی حقوق: Political Rights جس طرح معاشرتی حقوق شہریوں کی متمدن معاشرتی زندگی کے لیے ناگزیر ہیں، اسی طرح ان کے سیاسی حقوق ان کی ترقی پذیر سیاسی زندگی اور جمہوریت کی بقا کے لئے لازمی ہیں۔ برما کے پہلے حکمران جنرل آنگ سان (موجودہ سیاسی لیڈر آنگ سان سوچی کے والد) بنے تو ان کے مشیروں میں وقار اور عبدالرزاق تھے، عبدالرزاق بعد میں وزیر تعلیم بھی بنے۔ دوسرے حکمران وزیراعظم اونو بنے جس کے مشیر عبدالرشید تھے۔ اس کے بعد فوج نے حکومت کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور روہنگیا پر مظالم کے پہاڑ بھی ٹوٹنا شروع ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء میں برما مسلم کانگریس (BMC) بنی، عبدالرزاق اس کے صدر منتخب

ہوئے۔ مسلمانوں نے اس پلیٹ فارم سے برما کی آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا لیکن آزادی کے بعد ۱۹۵۵ء میں مسلمانوں کی اس تنظیم کو ختم کردیا گیا۔ روہنگیا مسلمانوں کو سیاست سے دور کرنے کے لئے ان کی جماعت کو سرے سے ختم کرکے ان کے سیاسی حقوق کو سلب کیا گیا۔ اور مزید سیاسی جماعتیں بنانے پر پابندی عائد کردی گئی۔ روہنگیا مسلمانوں کو عارضی شہریت دے کر وہ کسی بھی سیاسی جماعت کے سربراہ نہیں ہو سکتے۔ اس طرح سے روہنگیا مسلمانوں کے سیاسی حقوق ختم کر دیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: (اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ)[40] "اے ایمان لانے والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں"۔ قرآن مجید کی یہ آیت اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد اور اولین دفعہ ہے۔ اسلامی نظام میں رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی واحد عملی صورت ہے۔ اور اولوالامر کی اطاعت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔

اظہارِ رائے کی آزادی کا حق: Right of Freedom of Expression آزادی اظہارِ رائے بھی انسان کا بنیادی حق ہے اگر اظہارِ رائے پر پابندی لگادی جائے تو معاشرے میں صحت مند فکر پروان نہیں چڑھ سکتی۔ ہر معاشرہ فرد کو حریتِ فکر کی آزادی دیتا ہے اور وہ اسے یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے ضمیر و اعتقاد کی آواز پر اپنی رائے کا اظہار کرے۔ برما کے اراکان ریاست میں اس حق کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ کہ اراکانی مسلمانوں کو ان کے اظہارِ رائے کا حق دیا جائے۔ قرآن مجید کی سورۃ الشوریٰ کی آیت ۳۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔ دوسری جگہ سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۹ میں اس طرح فرمایا: (فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ)[41]

ترجمہ: "انکے قصور معاف کردو، انکے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو"۔

میثاق مدینہ رائے اور مسلک کی آزادی کا بہترین نمونہ ہے۔ اور پورا خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کے تحفظ کا ایک چارٹر ہے۔

حق رائے دہی و حق نمائندگی: Right to Vote and Political Representation موجودہ ریاستوں کی آبادی بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ لمبے چوڑے رقبے میں پھیلی ہوتی ہیں۔ اس لئے بلاواسطہ جمہوری نظام کے بجائے بالواسطہ جمہوریت کا نظام رائج کیا جاتا ہے۔ بالواسطہ جمہوریت کے نظام میں عوام کے نمائندوں کے ذریعے نظمِ ریاست سرانجام پاتا ہے۔ اس لئے حق رائے دہی بہت ہی اہم حق ہے۔ تمام شہری بلاامتیاز اپنا ووٹ اپنی مرضی سے امیدوار کو دیتے ہیں۔ برما میں روہنگیا مسلمانوں کو عارضی شہریت دے کر ووٹ دینے کی اجازت دی ہے۔ اور صدیوں سے وہاں پر رہنے کے باوجود ان کو غیر ملکی تصور کیا جاتا ہے۔ اور وہ کسی سیاسی جماعت کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

"Under the 1989 general Election law all citizens. Associate citizens and Naturalized citizens are permitted to vote but are not allowed to stand for election. Allowing the Rohingyas to vote and stand for the national election must be upheld as a measure of

recognition of Rohingyas as bonafide citizens of Burma".[42]

ترجمہ: ۱۹۸۹ء کے تمام عام انتخابات کے قانون کے تحت ایسوسی ایٹ شہریوں اور قدرتی شہریوں کو ووٹ دینے کی اجازت ہے مگر انتخابات کے لئے کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ روہنگیا کو ووٹ دینے اور قومی انتخابات کے لئے موقف دینے کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ روہنگیا کی شناخت کی پیائش کے طور پر برما کے عارضی شہریوں کے طور پر تسلیم کریں۔

۱۹۹۰ء کے الیکشن میں آنگ سان سوچی کی پارٹی بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئی، خاص طور سے صوبہ اراکان سے روہنگیا کا سو فیصد ووٹ سوچی کی جماعت کو ملا۔ روہنگیا مسلمانوں کا سوچی سے اتحاد اور تعاون فوجی حکومت کو خطرہ لگا تو روہنگیا کو ملک بدر کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔ ایک اندازے کے مطابق ۲۰۱۵ء میں برما میں ۳۰ ملین افراد ووٹ ڈالنے کے اہل ہیں۔ میانمار کی پارلیمان ۶۶۴ نشستوں پر مشتمل ہے جس میں ۹۰ جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ۶،۰۰۰ سے زائد امیدوار حصہ لے رہے ہیں۔ ان انتخابات کے لیے پارلیمان کی ۲۵ فیصد نشستیں فوج کے نمائندوں کے لیے مختص ہوں گی۔[43] اس طرح روہنگیا مسلمانوں کو اس مخصوص حکمت عملی سے سیاست میں عارضی شہری کے طور پر متعارف کیا گیا۔ جو کہ ان کے سیاسی حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ روہنگیا ووٹ تو ڈال سکتے ہیں لیکن نمائندگی کا حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی سیاسی نظام میں اس کی بڑی اہمیت ہے کہ قوم کے معاملات چلانے کے لیے قوم کا سربراہ سب کی مرضی سے مقرر ہو اور وہ اس وقت تک سربراہ رہے، جب تک قوم خود اسے سربراہ بنائے رکھنا چاہے۔ یہ چیز (وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَـهُمْ)[44] کا ایک لازمی تقاضا اور سیاسی نظام کی ایک اہم دفعہ ہے۔ حاکم کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے رائے عامہ کا انتخاب کیا۔

سیاسی جماعتیں بنانے کا حق: Right to Establish Political Associations جمہوری نظام میں سیاسی جماعتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ وہ کسی ملک کی سیاسی زندگی کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اور وسیع پیمانے پر شہریوں کی سیاسی تربیت کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے کوئی ریاست اس وقت تک صحیح طور پر جمہوری ریاست نہیں کہلا سکتی جب تک کہ اس کے شہریوں کو سیاسی مقاصد کی خاطر منظم ہونے اور سیاسی جماعتیں تشکیل کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔ جنگ عظیم دوم کے بعد برما کو آزادی دینے کا فیصلہ ہوا اور آزادانہ الیکشن کرائے گئے تو جنرل اونگ سان کی راہ نمائی میں ملک کا دستور مرتب کیا گیا مگر اس دستور میں مسلمانوں کے حقوق کا کسی حوالہ سے بھی کوئی ذکر نہیں ہوا۔ حالانکہ مسلمان برما میں خاصی تعداد میں موجود تھے۔ حتیٰ کہ الیکشن میں اراکان سے پارلیمنٹ کے دو مسلم ممبر جناب سلطان احمد بی اے اور مسٹر عبدالغفار بی اے منتخب ہوئے اور وزراءاعظم کے مشیر بھی رہے۔

"In fact Rohingyas were not only permitted to vote, but also allowed to form political parties according to 1989 General Election Law. The Rohingyas formed their own political parties as well as they joint their brethren Rakhine to form political parties. Rohingyas political parties are (i) National Democratic Party for Human Rights (NDPH), (ii) Mayu Development Student Youth Organization , (iii) National Ethnic

Reformation Party (iv) National Ethnic United Party". [45]

ترجمہ: حقیقت میں روہنگیا کو صرف ووٹ دینے کی اجازت نہیں تھی، بلکہ ۱۹۸۹ء میں جنرل الیکشن کمیشن کے مطابق سیاسی جماعتیں تشکیل دینے کی بھی اجازت تھی۔روہنگیا نے اپنے سیاسی جماعتوں کو تشکیل دیا اور ساتھ ہی وہ اپنے بھائیوں کے درمیان شریک سیاسی جماعتوں کو تشکیل دینے کے لئے مشترکہ روہنگیا سیاسی جماعتیں بنائی۔ جیسا کہ (i) نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی برائے انسانی حقوق (این ڈی پ ی ایچ)، (ii) م ایوڈویلپمنٹ نوجوان طلبا تنظیم (اراکان)، (iii) قومی نسلی اصلاحات پارٹی (iv) قومی نسلی متحدہ پارٹی۔

اراکان لیگ برائے جمہوریت ALD[46] کو ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ینگون میں قائم کیا گیا۔ اور اسے ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو انتخابی کمیشن کے ساتھ رجسٹرڈ کیا گیا۔ اس پارٹی نے ۱۹۹۰ء کے عام انتخابات میں ۲۵ نشستوں پر انتخاب لڑا۔ اور راکھائن ریاست میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے۔ قومی سطح پر اس نے ۲.۱ فیصد ووٹ حاصل کیے۔ اور گیارہ نشستیں جیت کر ملک کی تیسری بڑی جماعت بنی۔[47] تاہم ۶ مارچ ۱۹۹۲ء کو فوجی حکومت کی جانب سے ALD پر پابندی لگادی گئی۔[48] ۶ اپریل ۲۰۱۲ء کو الیکشن کمیشن کی طرف سے ایک سیاسی جماعت کے طور پر دوبارہ قائم کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ۱۷ جون ۲۰۱۳ء راکھائن نیشنلٹیز ڈیویلپمنٹ پارٹی (آر این ڈی پی) اور ALD نے ایک معاہدہ کے تحت مل کر ایک نئی پارٹی اراکان نیشنل پارٹی ANP[49] کے نام سے ایک نئی پارٹی بنائی۔ برما عام انتخابات کے دوران ۱۹۹۰ء میں روہنگیا کی قیادت میں نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی نے ملک بھر میں پارلیمانی انتخابات میں چار نشستیں جیت لیں تھیں۔ چار روہنگیا ایم پیز شمس الانوار الحق، چٹ لون ابراہیم، فضل احمد اور نور احمد شامل تھے۔ آنگ سان سوچی کی قیادت میں جمہوریت کے قومی نیشنل لیگ نے انتخابات جیت لیے۔ جن کو گھر میں نظر بند کیا اور وزیر اعظم بننے سے روک دیا گیا۔ فوجی جنتا نے ۱۹۹۲ء میں نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی برائے انسانی حقوق پر پابندی لگا دی۔ اس کے رہنماؤں کو گرفتار کر کے تشدد کیا گیا اور روہنگیا سیاستدانوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکنے کیلئے جیل میں ڈال دیا۔ ۲۰۰۵ء میں شمس الانوار الحق کو متنازعہ شہریتی قانون ۱۹۸۲ء کے سیکشن ۱۸ کے تحت ۴۷ سال کی سزا سنائی گئی۔ ۲۰۱۷ء تک برما میں ایک بھی روہنگیا ایم پی نہیں ہے۔

حق منصب وعہدہ: سب شہری یکساں طور پر بلالحاظ رنگ و نسل سرکاری عہدے اور ملازمت حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اس عہدے یا ملازمت کے مستحق ہوں اور مطلوبہ قابلیت کے حامل ہوں۔ لیکن برما میں فوجی آمر نے تمام روہنگیا مسلمانوں کو تمام سرکاری عہدوں سے الگ کیا۔ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا حق چھین کر روہنگیا کسی بھی سرکاری عہدے کے لئے درخواست دینے کے اہل نہیں ہو سکتے۔

"The lack of citizenship also prevents the Rohingya from joining the civil service or from participating formally in local government".[50]

ترجمہ: شہریت سے محرومی بھی روہنگیا کو سول سروس میں شامل ہونے سے یا مقامی حکومت میں حصہ لینے سے روکتا ہے۔

لیکن برما میں روہنگیا کے ساتھ انتہائی ظالمانہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔ اور ان کے تمام حقوق کو نہ صرف ختم کیا گیا ہے بلکہ ان کو کسی بھی

سرکاری عہدے یا منصب حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔اور روہنگیا کے ساتھ ظلم وزیادتی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔

یہ روہنگیا مسلمانوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کا معمولی سا خاکہ تھا جبکہ اصل معاملہ اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ اس سے بات پوری طرح عیاں ہے کہ اگر عالمی برادری روہنگیا مسلمانوں کو حقیقی طور پر بے ریاست تسلیم کیا جاتا تو بھی عالمی قوانین کے تحت ان کے حالات بہتر ہوتے۔۱۹۵۴ء میں منظور ہونے والا انٹرنیشنل کنونشن آن سٹیٹ لیس پیپل (International Convention on Stateless People) بے ریاست افراد کو بنیادی انسانی حقوق خصوصاً تعلیم، صحت، آزادانہ نقل و حرکت اور روزگار کی تلاش کے حقوق عطاء کرتا ہے۔ یہ تمام حقوق روہنگیاز کے لیے شجرِ ممنوعہ بنادیے گئے ہیں۔انسانی حقوق پر اقوامِ متحدہ کی قرارداد ہر شخص شہریت کا حق رکھتا ہے۔مہاجرین کنونشن ۱۹۵۱ء کے مطابق، مہاجرین اور مقامی افراد دونوں مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ روہنگیا بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں جہاں تعلیم، روزگار، سفر، شادی، مذہبی آزادی اور صحت جیسی بنیادی سہولیات نہ صرف ناپید ہیں۔روہنگیا کے خلاف ڈھائے جانے والے مظالم کا کوئی بھی جواز نہیں۔ یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے اور اس کی جڑ میانمار کے داخلی قوانین ہیں۔اس مسئلہ کو روہنگیا کو انصاف اور بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی سے جلد از جلد حل کیا جانے چاہیے۔آنگ سان سوچی جمہوری اکثریت حاصل ہونے کے باوجود کسی قسم کا قدم اٹھانے سے گریزاں ہے حالانکہ اس پہ عالمی برادری کا دباؤ بھی ہے۔ عالمی برادری کو فوری طور پہ میانمار کی حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ اس مسئلہ کا جلد از جلد سد باب کرے۔ مختصراً روہنگیا کے مسلمانوں کے مسئلہ کو عالمی سطح پہ ایک سنگین انسانی المیہ کے طور پہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے اور روہنگیا کے مسلمانوں کو شہریت کا حق ملنا چاہیے۔ مسلم ممالک کو میانمار حکومت پہ سفارتی دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ روہنگیا کے مسلمانوں پہ ڈھائے جانے والے مظالم کو روکے۔ ورنہ اس سے انسانی جان و مال کی پامالی اور توہین و تذلیل کا ایک اور سنگین دروازہ کھل جائے گا۔

نتائج البحث: Conclusion اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے نائب اور اشرف المخلوقات کا درجہ دیا لیکن انسان زمین پر آکر اپنے ہم جنسوں کے حقوق پامال کرنے لگا جو انسانیت کے بگاڑ کا باعث بنا۔دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں نے انسان کو امن و سلامتی کی طرف راغب کیا جس کے لیے ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ کا وجود عمل میں آیا۔دنیا میں قیام امن کے لیے عملی پیشرفت کرتے ہوئے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا گیا جس پر دنیا کے تمام ممالک اور قوموں کے مندوبین نے دستخط کیے۔ یہ منشور بلا امتیاز انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی طور پر تمام حقوق کا دفاع کرتی ہیں جن میں جینے کا حق، برابری کا حق، اظہار رائے کی آزادی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق اور دیگر حقوق شامل ہیں۔

ب رما کی روہنگیا مسلم اقلیت کو بنیادی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں کے ساتھ انہیں مختلف قسم کے استحصال کا بھی سامنا ہے۔ میانمار میں حکومت اور عوام روہنگیا مسلم اقلیت کو کوئی مقامی نسلی گروہ تسلیم نہیں کرتے اور انہیں بنگالی قرار دیا جاتا ہے۔ م یانمار کی فوج نے مسلم اکثریتی علاقے راکھائن کے روہنگیا مسلمانوں کے خلاف بین الاقوامی قانون ک ے مطابق جرائم کا ارتکاب

کیا، یہ اقدامات جنگی جرائم اور نسل کشی کے زمرے میں آتے ہیں جبکہ برما کی فوج کے پاس خواتین اور بچوں کے استحصال اور دیہات جلانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ شمالی راکھائن اور سٹوے میں روہنگیا اور راکھائن کے لوگوں کو بنیادی سہولیات کی کمیابی سمیت متعدد مسائل سے دوچار ہیں۔ یہ لوگ خوراک اور طبّی سہولیات کے لیے ہنگامی انسانی امداد پر انحصار کرتے ہیں۔ روہنگیا برادری کی نقل و حرکت پر بھی کڑی پابندیاں عائد ہیں جو کہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے عالمگیر بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔

سفارشات: Recommendations معاشرتی حقوق کے حوالے سے چند سفارشات درج ذیل ہیں۔

- روہنگیا مسلمانوں کی شہریت کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔
- روہنگیا مسلمانوں کو بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ فراہم کیا جائے۔
- روہنگیا مسلمانوں کے حقوق کی پامالی پر قانونی گرفت ہونی چاہیے۔
- روہنگیا مسلمانوں کے لیے عوامی فلاح و بہبود کے پروگرام متعارف کرائے جائیں۔
- بحیثیت انسان تمام انسان برابر ہیں۔ لہٰذا روہنگیا مسلمانوں کو سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق ملنے چاہیے۔
- روہنگیا مسلمانوں کا سب سے مقدم و مقدس حق یہ ہے کہ ان کی جان و مال اور ناموس کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔
- روہنگیا مسلمانوں کو معروف قانونی طریقہ سے جرم ثابت کیے بغیر اور اسے صفائی پیش کرنے کا موقع ملے بغیر شخصی آزادی نہ سلب کی جائے۔

---

[1] محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن لاہور، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۵۰-۱۵۳

[2] ثناءاللہ نور غوری، انسانی حقوق، مکتبہ فریدی، کراچی، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۳

[3] Mahmoud & Fuller; Leaning (2016). "The Rohingya people of Myanmar: health, human rights, and identity". (Accessed December 5, 2018)

[4] 1982 Burma Citizenship Law: http://www.refworld.org/docid/3ae6b4f71b.html (December 5, 2018)

[5] Martin Smith, Ethnic Groups in Burma. Development, Democracy and Human Rights, ASI Human Rights Series, 1994, Anti-Slavery International London, P:56

[6] Human Rights Watch Report, Discrimination in ARAKAN,https://www.hrw.org/reports/2000/burma/burm005-02.htm (Accessed December 6, 2018)

[7] Burma Citizenship Law, (Pyithu Hluttaw Law No 4 of 1982), English translation of the Burma citizenship Law, P:3http://eudocitizenship.eu/NationalDB/docs/1982%20Myanmar%20Citizenship%20Law%20%5BENGLISH%5D.pdf (Accessed on 6 December 2018)

[8] Chan A, The development of a Muslim enclave in Arakan (Rakhine) State of Burma (Myanmar). SOAS Bull Burma Res 2005; P: 396–420

☆ Nasaka: "سرحدی امیگریشن ہیڈ کوارٹر" داخلی ایجنسی فورس ہے، ۱۹۹۲ء میں قائم ہوا ہے اور اس میں امیگریشن، پولیس، انٹیلی جنس اور کسٹم حکام شامل ہیں۔

[9] Chris Lewa, The Arakan Project, Bangkok, Thailand, 30 June 2016, P: 6.

[10] Rakhine State Inquiry Commission Report of 2013, English translation dated 8 July 2013, Rakhine State Action Plan, Draft summary in English dated 7 July 2014, P: 67.

*کائی کنین: شمالی اراکان میں ایک گاؤں کا نام ہے۔

[11]Chris Lewa, The Arakan Project, P: 9.
[12]"Rakhine state Rohingya face two-child limit on family size", South China Post, May 2013 http://www.scmp.com/news/asia/article/1246107/rakhine-state-rohingya-face-two-child-limit-family-size (Accessed 11, 2018)
[13] Human Rights Watch.1 January 1997.Burma: Children's Rights and the Rule of Law. http://www.refworld.org/docid/3ae6a7e80.html (Accessed on 12 December 2018).

[14] سورہ بنی اسرائیل: ۳۱

[15] UN Human Rights Council, Progress report of the Special Rapporteur on the situation of human rights in Myanmar, Tomás Ojea Quintana, 10 March 2010, ref. A/HRC/13/48, Paragraph. 93 http://www2.ohchr.org/english/bodies/hrcouncil/docs/13session/A.HRC.13.48_en.pdf (Accessed December 10, 2018)

[16] أبو عبداللہ، البخاري، محمد بن إسماعيل،، صحیح البخاري، کتاب ال احکام، رقم الحدیث (2409)، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ۔

[17] محمد مسعود عزیزی، ماہنامہ نقوش اسلام یوپی (انڈیا)، جلد: ۱۳، شمارہ: ۹، برما کے سیاسی حالات اور روہنگیا کے مسائل، مولانا عبدالستار قاسمی اعظمی، نومبر ۲۰۱۸ء، ص: ۲۷

[18]Jeremy McBride, Freedom of Association, in the Essentials of... Human Rights, Hodder Arnold, London, 2005, Pp: 18-20.
[19]Zaw Min Htut, Human Rights Abuses and Discrimination on Rohingyas, Sirajudowllah road Anderilla Chittagong, Bangladesh. P: 61.
[20] Zaw Min Htut, Human Rights Abuses and Discrimination on Rohingyas, P: 62.
[21]Chris Lewa, The Arakan Project, P: 11
[22] Ibid, P:14
[23]Chris Lewa, The Arakan Project, P: 12-
[24]Chris Lewa, Forum-asia:"Issues to be raised concerning the Situation of Rohingya Children in Myanmar (Burma)", Asian Forum for Human Rights and Development (FORUM-ASIA),.P:6-

[25] سورۃ الحشر: ۵۹/ ۷

[26]Burma: Foreigners Act, 1864. 12 February 1864, https://www.refworld.org/docid/3ae6b54c4.html (Dec 17, 2018).
[27] Chris Lewa, The Arakan Project, P: 8

☆ فارم ۴: یہ ایک اجازت نامہ ہوتا ہے جس کی مدد سے روہنگیا قصبات کے درمیان سفر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

[28]Medicines Sans Frontiers, The ongoing humanitarian emergency in Myanmar's Rakhine State. Feb 6, 2013, Amsterdam: https://www.msf.org/myanmar-humanitarian-emergency-rakhine-state Dec17, 2018)
[29]McGovern J. H. RES. 418, urging the Government of Burma to end the persecution of the Rohingya people and respect internationally recognized human rights for all ethnic and religious minority groups within Burma. https://foreignaffairs.house.gov/legislation/h-res-418-urging-the-government-of-burma-to-end-thepersecution-of-the-rohingya-people-and-respect-internationallyrecognized-human-rights-for-all-ethnic-and-religious-minoritygroups-within-burma/ (Accessed December 20, 2018).

[30] IDPs: it stands for internally displaced persons.
[31]Chris Lewa, The Arakan Project, P: 11
[32] Chris Lewa, The Arakan Project, P: 11
[33] Zaw Min Htut, Human Rights Abuses And Discrimination On Rohingyas, P:63-

[34] سورۃ القصص:۴

[35]Human Rights Watch, 2013, All You Can Do is Pray: Crimes Against Humanity and Ethnic Cleansing of Rohingya Muslims in Burma's Arakan State, P: 165
http://www.hrw.org/sites/default/files/reports/burma0413webwcover_0.pdf. (December 23, 2018)

[36] ماہنامہ تحقیقات اسلامی، مولانا محمد عرفان ثاقب قاسمی، جلد ۲، شمارہ ۹، دفتر تحقیقات اسلامی ، انڈیا، اراکانی مسلمانوں کا قتل، ڈاکٹر محمد ساجد، ستمبر ۲۰۱۲ء، ص:۳۸-۴۰

[37]https://urdu.palinfo.com/news/2017/8/5/میانمار-میں-مسلمانوں-پر-مظالم-جاری،-مسجد-اور-دینی-درسگاہ-بند
(Accessed December 23, 2018)
[38]https://www.express.pk/story/363457/(Accessed December 23, 2018)

[39] سورۃ البقرہ:۲/۲۵۶

[40] سورۃ النساء:۴/۵۹

[41] سورہ آل عمران:۳/۱۵۹

[42] Zaw Min Htut, Human Rights Abuses and Discrimination on Rohingyas, P: 42.
[43] https://www.bbc.com/urdu/world/2015/11/151107_myanmar_elections_rwaDecember 23, 2018)

[44] سورۃ الشوریٰ:۴۲/۳۸

[45] Zaw Min Htut, Human Rights Abuses and Discrimination on Rohingyas, P: 52.
[46] ALD: It stands for Arakan League for Democracy. It was one of the leading origination of Muslims in Burma.
[47] Dieter Nohlen, Florian Grotz & Christof Hartmann (2001) Elections in Asia: A data handbook, Vol-I, P:615
[48] 1990 multi-party democracy general elections, Khin Kyaw Han , MP-NLD, Democratic Voice of Burma, P:19 http://www.ibiblio.org/obl/docs4/1990_multi-party_elections.pdf (Dec 26, 2018)
[49] ANP: it stands for Arakan national Party was another leading party of Muslims in Burma.

[50]Simbulan, Karen Pimentel (2013). "A Legal and Structural Analysis of the Violence in Rakhine State against the Rohingya Muslims of Myanmar". Available from:
http://www.academia.edu/6101564/Legal_and_Structural_Analysis_of_Violence_in_Rakhine_State_against_the_Rohingya_Muslims_of_Myanmar (Accessed December 25, 2018)